Fikr-o-Nasar (Islamabad) 3:4 (1965)

انتخاب

احکام شرعیہ

میں

حالات و زمانہ کی رعایت

مولانا محمد تقی امینی

رہنمائی سے استفادہ کی راہ میں چند دشواریاں

احکام شرعیہ میں حالات و زمانہ کی رعایت کے لئے جس قسم کی رہنمائی ملتی ہے اس کی تفصیلات سے پہلے چند دشواریوں کی نشاندھی ضروری ہے جو رہنمائی سے فائدہ اٹھانے کی راہ میں حائل ھیں۔

۱۔ مذھب کی نمائندگی جس انداز سے ہورھی ہے اس میں بڑی حد تک فکر و عمل کی وھی خصوصیتیں موجود ھیں جو دور زوال کی یادگار ھیں اور جن کو زمانی تبدیلیوں نے پائمال بنادیا ہے۔ چنانچہ اس امر پر سب کو اتفاق ہے کہ اسلام زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی ہے لیکن ان شعبوں کی تعبیر وتفسیر میں اب تک دور و زمانہ کا لحاظ نہیں کیا گیا ہے۔

بلا شبہ بعض ذھین اور طباع حضرات کی قلمی جولانیاں مسلم اور قابل قدر ھیں لیکن ان جولانیوں کا دائرہ کار عقائد و عبادات سے آگے نہیں بڑھ سکا۔ اسی طرح بعض اجتماعی اور معاشرتی مسائل میں شاذ و نادر انفرادی رایوں سے بھی انکار نہیں ہے لیکن سواد اعظم کی بارگاہ سے سند قبولیت حاصل نہ ہونے کی وجہ سے یہ راھیں معاشرہ پر اثر انداز نہیں ہوسکی ھیں بلکہ صاحب رائے خود مورد الزام قرار پایا ہے۔

۲۔ ھر سمجھدار آدمی اس حقیقت کو تسلیم کرتا ھے کہ بہت سے ملکی تنظیمی اور معاشرتی قوانین حالات و زمانہ کی رعایت کئے بغیر اپنی افادیت نہیں برقرار رکھتے ھیں لیکن یہ ’’تسلیم کرنا‘‘ صرف زبانی ھے ۔ عملاً اب تک کوئی ثبوت نہیں پیش کیا جا سکا ھے ۔

۳۔ موجودہ ترقیات اور بدلے ھوئے حالات سے سب مرعوب و متاثر ھیں لیکن مرعوبیت اور تاثر کا رد عمل دو مختلف طریقوں سے ظاھر ھورھا ھے ۔

ایک طبقہ حدود و قیود کو نظر انداز کر کے سب کچھ قبول کرنے میں خوش ھے ۔ اور دوسرا ماتم کرنے اور گریز و فرار کی راہ اختیار کرنے میں مگن ھے ۔ مضطرب وغیر مطمئن نہ یہ طبقہ ھے اور نہ وہ ھے ۔ پھر عدل و اعتدال کی ضرورت کس کو پیش آئے ؟ اور اس کی راھیں کیونکر کھلیں؟

۴۔ عدل و اعتدال کی توقع متوسط طبقہ سے ھوسکتی تھی لیکن اس سلسلہ میں متوسط طبقہ کا عملاً وجود نہیں ھے ۔ بعض حضرات کی خواھشیں یقیناً قابل قدر ھیں ۔ لیکن صرف خواھشیں ھیں جو معمولی آزمائش کے وقت نہایت نیک نامی کے ساتھ دب سکتی ھیں ۔ اور پھر چند دنوں کے لئے ابھر سکتی ھیں۔ ان خواھشات کو بروئے کار لانے کے لئے کوئی موثر طاقت ھے اور نہ بے چین کردینے والا احساس ۔

۵۔ یہ کام جرأت و ھمت اور کھلے دماغ کے ساتھ براہ راست غور و فکر کے بغیر نہیں انجام پاسکتا ھے لیکن مذھب کے نام پر مختلف برادریاں اور گروھی تعلقات کی جکڑ بندیاں کچھ اس طرح گرفت میں لئے ھوئے ھیں کہ ان سے صرف نظر کر کے جرات و ھمت کے مظاھرہ کی توقع بے سود ھے اور ان کو ساتھ لے کر کھلے دماغ کے ساتھ کسی فیصلہ کی امید بیکار ھے ۔

ان حالات میں رھنمائی کی تفصیلات پر گفتگو محض ’’معذرۃً الی ربکم‘‘ ھی ھو سکتی ھے یا اس امید پر کہ مستقبل میں طوفان کی شدت قلب و دماغ کی لہروں میں ارتعاش پیدا کر دے اور پھر حفاظت کیلئے سفینہ کی تیاری پر مجبور ھونا پڑے۔

ذیل میں ترتیب وار قرآن وسنت 'صحابہ کی زندگی اور فقہا' کے کارناموں سے رہنمائی کی تفصیلات بیان کی جاتی ھیں ۔

قرآن حکیم کے طریق نزول سے استدلال

(۱) قرآنی احکام دفعةً نہیں نازل ہوئے ھیں بلکہ ۲۳ سال کی مدت میں بتدریج ان کا نزول ھوا ھے جس سے ایک طرف احکام شرعیہ میں حالات کی رعایت کا ثبوت ملتا ھے اور دوسری طرف اس امر کی وضاحت ھوتی ھے کہ شریعت سازی کی اصل بنیاد معاشرہ ھے ۔

(۲) احکام کے نزول میں ضرورت، مصلحت اور مناسبت کا لحاظ کیا گیا ھے۔ جیسی ضرورتیں پیش آتی رھیں اور جس قسم کے مصالح کی رعایت ناگزیر ھوئی اس کی مناسبت سے احکام کا نزول ھوتا رھا ھے جس سے مذھب اور زندگی میں باھمی ربط کا ثبوت ملتا ھے نیز یہ بات واضح ھوتی ھے کہ معاشرتی ماحول و مصالح عمارت تعمیر کرانے کے سامان ھیں ۔

طریق نفاذ سے استدلال

(۳) احکام کے نفاذ میں حالات و زمانہ کی رعایت ضروری قرار دی گئی اور اصول نسخ کے ذریعہ و محل کے تعین کی اجازت دی گئی جو اس امر کا کھلا ثبوت ھے کہ جب احوال و مصالح باقی نہ رھیں گے تو ان سے بنی ھوئی عمارت بھی ختم ھوجائے گی ۔

جیسا کہ علامہ آمدی نے نسخ شرعی کی بحث میں کہا ھے ۔

> ''جب زمانہ کے اختلاف سے مصالح کے اختلاف کا جواز معلوم ھوگیا تو یہ بات ممتنع نہیں ھے کہ اللہ تعالیٰ بندے کو اس کی مصلحت سمجھ کر کسی زمانہ میں کسی فعل کا حکم دے اور جب مصلحت بدل جائے تو اس سے منع کردے جس طرح طبیب کسی زمانہ میں کسی دوا کا حکم دیتا ھے اور پھر جب اختلاف مزاج کے وقت مصلحت بدل جاتی ھے تو اس دوا کے استعمال سے روک دیتا ھے'' ۔(۱)

پھر کچھ تفصیل کے بعد ھے :

> ''اگر زمانہ کے اختلاف سے مصالح کے اختلاف کا معاملہ نہ ھوتا تو احکام میں اختلاف کی صورتیں نہ پیدا ھوتیں اور جب زمانہ کے اختلاف سے مصالح کے اختلاف کا جواز موجود ھے تو نسخ کے ممتنع ھونے کے کوئی معنی نہیں ھیں -'' (۲)

قاضی بیضاوی کہتے ھیں :

> ''جواز نسخ اس لئے کہ اللہ نے محض اپنے فضل و کرم سے بندوں کے نفوس کی تکمیل اور ان کے مصالح کے اصول کے لئے آیتیں نازل کیں اور احکام مقرر کئے ھیں اور مذکورہ امور زمانہ اور اشخاص کے لحاظ سے مختلف ھوتے ھیں - بالخصوص معاش کے اسباب و ذرائع جو ایک زمانہ میں نافع ھوتے ھیں وہ دوسرے میں مضر ھوجاتے ھیں -(۳)

نسخ شرعی کی توجیہ

جمہور مفسرین نے نسخ کی توجیہ میں نہایت نفیس اور دور رس بات کہی ھے، چنانچہ تفسیر المنار میں ھے -

> ''جمہور مفسرین نے نسخ کی توجیہ میں کہا ھے کہ فی نفسہ نسخ آیت کے کوئی معنیٰ نہیں اور نہ اس کی ضرورت ھے کیونکہ احکام زمان و مکان اور حالات کے اختلاف سے بدلتے رھتے ھیں - جب کوئی حکم ایک وقت میں شدید حاجت کی بنا پر ھے اور وہ حاجت دوسرے وقت میں باقی نہ رھی تو حکمت کا تقاضا یہ ھے کہ وہ حکم منسوخ ھوجائے - اور اس کی جگہ دوسرا حکم دوسرے وقت کے مناسب آجائے - یہ دوسرا حکم فائدہ کے لحاظ سے پہلے سے بہتر یا اس جیسا ھوگا- کیونکہ اب اسی کے ذریعہ مصلحت کا قیام ھوگا''- (۴)

موقع و محل کی تعیین کا لفظ زیادہ موزوں ھے

اس قاعده کے لحاظ سے آخری شریعت کے جن احکام میں حالات و زمانه کی رعایت ناگزیر ھوگی ان پر حقیقی نسخ کا اطلاق درست نه ھوگا کیوں که روح اور مقصد کے ساتھ اصل حکم ھمیشه برقرار رھے گا ۔ اس میں تبدیلی کبھی نه ھوگی ۔

تبدیلی صرف شکل و صورت میں ھوتی رھےگی جس کے لئے نسخ کے بجائے ھماری زبان میں موقع و محل کی تعیین کا لفظ زیادہ موزوں ھے اور اس کے لئے احکام منصوصه و غیر منصوصه کی کوئی تخصیص نہیں ھے ۔ جیسا که فقه میں ھے ۔

> ''ھر حکم شرعی ''نسخ'' کو قبول کرنے والا ھے، معتزله کا اس میں اختلاف ھے'' ۔(۵)

موقع و محل کی تعیین ھی سے مذھب و زندگی کا رشته باقی رھتا ھے

انفرادی و اجتماعی زندگی کے حالات مختلف ھوتے ھیں، ان کے لحاظ سے احکام شرعیه کے موقع و محل کے تعیین کی ھر وقت ضرورت رھتی ھے ۔ اگر اس ضرورت کو ملحوظ رکھ کر تعیین نه کی جاتی رھی تو اکثر حالات میں بیشتر احکام ناممکن‌العمل قرار پائیں گے یا ان کا کوئی محل نه باقی رھے گا ۔ اور بالآخر مذھب و زندگی کا رشته منقطع ھوجائےگا ۔ جیسا که فقه کی اس عبارت سے وضاحت ھوتی ھے ۔

> ''تم دیکھتے ھو که ایک شے سے آس حالت میں روک دیا جاتا ھے ۔ جبکه کوئی مصلحت نه ھو ۔ لیکن جب مصلحت ھو تو وه شے جائز ھوجاتی ھے ۔ مثلاً درھم درھم کے عوض مدت متعینه تک خرید و فروخت میں ناجائز ھے ۔ اور قرض میں جائز ھے ۔ اسی طرح تازه کھجور کو خشک کھجور کے عوض بیچنا ناجائز ھے کیونکه اس میں دھوکا اور سود دونوں

> پائے جاتے ھیں لیکن جب اس میں راجح مصلحت پائی جائے تو جائز ھے جیسا کہ عرایا کے پھلوں میں ھوتا ھے۔ تا کہ خلق خدا کے لئے وسعت ھو۔(۶)

عرایا کی صورت یہ تھی:

ایک شخص پھل کھانے کے لئے کسی کو عاریۃً کھجور کا درخت دیتا تھا پھر انتفاع کی شکلوں میں دشواری کی وجہ سے درخت کو واپس لے لیتا اور اس کے عوض اندازہ کر کے خشک کھجور دے دیتا تھا۔ *

محمود بن لبیدرضہ کہتے ھیں کہ میں نے زید سے پوچھا ''یہ عرایا کیا ھیں''؟ تو زید نے انصار کے چند ضرورت مندوں کا نام لیا کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم سے شکایت کی کہ موسم مین تازہ پھل آتا ھے اور نقدی نہ ھونے کی وجہ سے ھم لوگ محروم رھتے ھیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ تمھارے پاس جو خشک کھجوریں موجود رھتی ھیں ان کے عوض '' عرایا '' خرید لیا کرو اس طرح تازہ پھلوں سے محرومی نہ رھے گی۔ †

ایک واقعہ سے تعیین کی اھمیت کا اندازہ

احکام شرعیہ میں موقع و محل کی تعیین کی اھمیت کا اندازہ درج ذیل واقعہ سے ھوتا ھے:

ایک مرتبہ صاحبزادہ عبدالملک نے احکام کے نفاذ کا مطالبہ کرتے ھوئے کہا:

> ''آپ کو کیا ھوگیا کہ آپ احکام نافذ نہیں کرتے ھیں۔ خدا کی قسم اگر حق کے معاملہ میں ھانڈیوں کو ابال آجائے جب بھی میں اس کی پروا نہیں کرتا ھوں''۔ (۷)

---

* حاشیہ ھدایہ (ص ۳۷)

† المقنع، ج ۳، ص ۷۰۔

جواب میں حضرت عمر رض بن عبدالعزیز نے فرمایا :

> ''بیٹے جلدی نہ کرو، اللہ نے قرآن حکیم میں دو مرتبہ شراب کی برائی بیان کی اور تیسری مرتبہ اس کو حرام کیا ھے ۔ میں ڈرتا ھوں کہ اگر '' حق '' لوگوں پر دفعتاً مسلط کردوں تو وہ اس کو دفعتاً اتار پھینکیں گے اور اس سے مستقل فتنہ ھوگا'' ۔ (۸)

احکام کے انداز بیان سے استدلال

قرآن حکیم نے احکام کے بیان کا جو انداز اختیار کیا ھے اس سے بھی حالات و زمانہ کی رعایت کا ثبوت ملتا ھے ۔

مثلاً بعض احکام میں صرف مقاصد بیان کئے گئے ھیں اور ان کی شکل و صورت نہیں متعین کی گئی ھے اور بعض میں صرف حدود اربعہ ذکر کئے گئے ھیں ۔ اور شکل و صورت سے بحث نہیں ھے اسی طرح بہت سے احکام میں اصولی اور عمومی انداز کی گفتگو ھے اور جزئیات کی تشریح نہیں ھے ۔ اوربعض جگہ جزئیات کی تشریح کے باوجود بھی موقع و محل کی تعین کی اجازت دی گئی ھے، فقہاء نے اسی صورت حال کو دیکھ کر کہا ھے :

> ''اللہ نے بعض وہ احکام نازل فرمائے ھیں جن میں ھر زمان و مکان کی صلاحیت موجود ھے اور بعض وہ قواعد عامہ نازل کئے جن کے ذریعہ لوگوں کے ظروف، ان کے احوال اور مواقع کی مطابقت ممکن ھے '' (۹) ۔

ایک اور موقع پر ھے :-

> ''یہ بات ضروری ھے کہ ایسی نئی نئی صورتیں پیش آئیں جن کا حکم صراحۃ موجود ھو اور نہ پہلے لوگوں نے اجتہاد کیا ھو ۔ ایسی حالت میں اگر لوگوں کو آزاد چھوڑ دیا جائے کہ وہ من مانی کاروائی کریں یا اجتہاد شرعی کے بجائے محض اٹکل کے تیر چلائیں تو یہ سب فساد اور ھلاکت ھے '' ۔ (۱۰)

تکمیل ہدایت و جامعیت کا مطلب

اس صورت حال سے نہ تکمیل ہدایت پر کوئی حرف آتا ہے اور نہ قرآن حکیم کی جامعیت پر کسی قسم کی زد پڑتی ہے بلکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو جامعیت اور تکمیل کی یہی صورت ممکن ہوسکتی ہے نہ وہ جس کی نمائندگی عام طور پر ہو رہی ہے۔ اور نتیجة الٰہی شریعت ایک خاص دور اور زمانہ میں محدود ہوکر رہ گئی ہے۔

> ”قرآن اپنے اختصار کے باوجود جامع ہے اور جامع اسی صورت میں ہے کہ اس میں امور کلیہ کا بیان ہے۔ کیوں کہ شریعت اس کے نزول کے اختتام کے ساتھ مکمل ہوگئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ الیوم اکملت لکم دینکم“۔ (۱۱)
>
> دوسری جگہ ہے:
>
> ”عقائد کے قواعد اور شرائع کے اصول بیان ہوئے ہیں اور اجتہاد کے قوانین کی نشاندہی ہے۔ یہ نہیں ہے کہ ہر خبری واقعہ و حادثہ کا حکم قرآن حکیم میں موجود ہے“۔ (۱۲)]

مالیاتی تنظیم و تقسیم کی کوئی شکل متعین نہیں ہے

قرآن حکیم کے انداز بیان سے احکام میں حالات و زمانہ کی رعایت کی چند مثالیں یہ ہیں:

(۱) مالیات کی تنظیم و تقسیم:

قرآن حکیم نے اس کی کوئی خاص شکل و صورت متعین نہیں کی ہے صرف مقصد پر زور دیا ہے کہ اللہ کی مخلوق کو رزق حلال میسر ہو اور بدلے ہوئے حالات کے مطابق عدل و انصاف کے ساتھ اس کی حاجتیں پوری ہوتی رہیں۔

انفرادی و اجتماعی ملکیت کی بحث چونکہ طریق کار سے متعلق تھی جس میں حالات و زمانہ کی رعایت ناگزیر ہے اس بنیاد پر اس بحث کو کوئی اہمیت

نہیں دی بلکہ امانت ونیابت کے ذریعہ ہمیشہ کے لئے اس بحث کو ختم کر دیا ہے کہ ہر چیز کا حقیقی مالک اللہ ہے اور انسان کو ساری چیزیں نائب ہونے کی حیثیت سے بطور امانت استعمال کے لئے دی گئی ہیں ۔

عمومی انداز کی چند آیتیں

اس سلسلے کی چند آئتیں عمومی انداز کی یہ ہیں :

ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اهلها (٥٧/٤)

بیشک اللہ تمھیں اس بات کا حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو اس کے اہل تک پہونچادو ۔(١٣)

آیت میں ” امانات “ سے تمام حقوق واجبہ اور ہمہ قسم کی ذمہ داریاں مراد ہیں ۔

”امانات ۔ امانت کی جمع ہے جو تمام حقوق واجبہ کو عام ہے ۔ خواہ حقوق اللہ ہوں یا حقوق العباد ہوں“ ۔ (١٣)

دوسری جگہ ہے

وانفقوا مما جعلکم مستخلفین فیه (٥٧-٧)

اور اس سے خرچ کرو جس میں اللہ نے تمھیں خلیفہ بنایا ہے ۔

تنظیم و تقسیم کے بعض احکام ذکر کرنے کے بعد ہے :

کی لایکون دولة بین الاغنیاء منکم (٥٩-٧)

تاکہ دولت تم میں مالداروں کے درمیان سمٹ کر نہ رہ جائے ۔

خرچ کے بارے میں ایک موقعہ پر سوال کا جواب یہ دیا گیا ہے :

قل العفو (٢١٩-٩)

آپ کہہ دیجئے جو ضرورت سے فاضل ہو سب خرچ کرو ۔

دوسرے موقعہ پر یہ جواب مذکور ہے :

قل ما انفقتم من خیر فللوالدین والاقربین و الیتمیٰ والمساکین
وابن السبیل (۲-۲۱۵)

''آپ کہہ دیجئے جو بھی تم اپنے مال سے نکال سکنے ہو نکالو تو اس کے مستحق تمھارے ماں باپ، عزیز و اقرباء ، یتیم ، مسکین اور مسافر ہیں'' -

جواب کا اختلاف معاشرتی ضرورت کے لحاظ سے تقسیم کے حدود میں فرق کو ظاہر کرتا ہے اور ''العفو'' سے تو اس حد تک ثبوت ملتا ہے کہ حالات کے دباؤ کے وقت ضرورت سے فاضل اموال میں کوئی حق نہیں ہے -

ان آیتوں کے علاوہ بہت سے مقامات پر خرچ کرنے کی تاکید ہے - اور مستحقین کی تفصیل ہے لیکن مقدار اور تقسیم کی نوعیت سے کوئی بحث نہیں ہے - جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس سلسلہ کے احکام حالات و زمانہ کی رعایت سے بدلتے رہتے ہیں - (برهان - دهلی - مارچ ۶۵ع)

* * *

عربی حوالوں کی متن

۱ - واذا عرف جواز اختلاف المصلحة باختلاف الأزمان فلا یمتنع ان یامر اللہ تعالی المکلف بالفعل فی زمان لعلمه بمصلحة فیه کما یفعل الطبیب بالمریض حیث یامره باستعمال دواءٍ فی بعض الازمنة وینهاه عنه فی زمن آخر بسبب اختلاف مصلحته عند اختلاف مزاجه ،، (احکام الاحکام ج ۳ ، ص ۱۶۶)

۲ - ولولا اختلاف المصالح باختلاف الازمنة لماکان کذالك ومع جواز اختلاف المصالح باختلاف الازمنة لا یکون النسخ ممتنعا - (ایضاً)

٣ ـ وذالك لان الاحكام شرعت والايات نزلت لمصالح العباد وتكميل نفوسهم فضلا من الله ورحمة وذالك يختلف باختلاف الاعصار والاشخاص كأسباب المعاش فان النافع فى عصر واحد يضر فى غيره (بيضاوى ص ٩٨)

٤ ـ قالوا في توجيهه انه لامعنى لنسخ الاية فى ذاتها ولا حاجة اليه وانما الاحكام يختلف باختلاف الزمان والمكان والاحوال فاذا شرع حكم فى وقت لشدة الحاجة اليه ثم زالت الحاجة فى وقت آخر فمن الحكمة ان ينسخ الحكم ويبدل بما يوافق الوقت الاخر فيكون خيراً من الاول اومثله فى فائدته من حيث قيام المصلحة به (ص ٣١٤)

٥ ـ مامن حكم شرعى الا وهو قابل للنسخ خلافا للمعتزلة (المستصفى ص١٢٢)

٦ ـ فترى الشئى الواحد يمنع في حال لاتكون فيه مصلحة فاذا كان فيه مصلحة جاز كالدرهم بالدرهم الى اجل يمتنع فى المبايعة ويجوز في القرض وبيع الرطب باليابس يمتنع حيث يكون مجرد غرر وربا من غير مصلحة ويجوز اذا كان فيه مصلحة راجحة كما في ثمر العرايا توسعة على الخلق (الموافقات وحاشيه ج ٢ ، ص ٣٠٥)

٧ ـ مالك لا تنفذ الامور، فوالله ما ابالي لوان القدور غلت بى وبك فى الحق (ايضاً ص ٩٢)

٨ ۔ لاتجعل يا بنى فان الله ذم الخمر فى القرآن مرتين وحرمها فى
الثالثة وانى اخاف ان احمل الحق على الناس جملة فيدفعوه جملة
من ذا وتنة (ايضاً)

٩ ـ ان الله انزل من الاحكام ما يصلح لكل زمان و مكان فمنها
مانص عليه نصاً صريحاً ومنها قواعد عامة يمكن تطبيقها
حسب ظروف الناس و احوالهم وهيأتهم
—الفقه على المذاهب الاربعه (مقدمه ثانيه ص ١٧)

١٠۔ فلا بد من حدوث وقائع لا تكون منصوصاً على حكمها ولا
يوجد للاولين فيها اجتهاد و عند ذالك واما ان يترك الناس
فيها مع اهوائهم اينظر فيها بغير اجتهاد شرعى وهو
ايضاً اتباع و ذالك كله فساد (الموافقات ج ۴ ص ١٠٢)

١١۔ فالقرآن على اختصاره جامع ولا يكون جامعاً الا المجموع
فيه امور كليات لان الشريعة بتمام نزوله لقوله تعالى
اكملت لكم دينكم (ايضاً ص ٣٦٧)

١٢۔ هو التنصيص على قواعد العقايد والتوقيف على اصول الشرع
و قوانين الاجتهاد لا ادراج حكم كل حادثة في القرآن
(التلويح ص ٥٠)

١٣ ۔ ان الامانات جمع امانة يعم الحقوق المتعلقة بذمتهم من
حقوق الله تعالى و حقوق العباد (اسلام کا زرعی نظام ص ٢٩٢)